کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ ہر انسان کی ''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' ہے اور موت ناگزیر؟

حیات سے قبل تخلیق کئے گئے مادے، شئے (matter) کا نام اَلْمَوْتَ ہے اور اَلْحَيَوٰةَ کی آزادانہ نقل وحرکت کا مٹ جانا، موقوف ہو جانا مَيِّتٌ ہے۔ حیات اور موت دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے متعلق ہیں اور ان کے مابین وقت کا فاصلہ ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک تخلیق کئے جانے والے انسان کے متعلق حقیقت بتائی

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا

''وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، بعد ازاں تمہارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی'' (حوالہ الانعام ۔۲)

''کُمْ'' (ضمیر جمع مذکر حاضر) میں ہر وہ زندہ شخص شامل ہے جس نے یہ بات پڑھی۔ مٹی سے تخلیق کئے گئے آدم علیہ السلام سے لے کر بنی آدم میں سے آخری تخلیق ہونے والے انسان کے متعلق یہ اطلاع ہے۔ ''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' کیا ہے؟ قَضَىٰٓ کا مادہ ''ق ض ی'' ہے۔ جس کے بنیادی معنی کسی چیز کا منقطع ہو جانا، ختم ہو جانا اور مکمل ہو جانا ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو محکم اور مضبوط کرنا اور اسے اس کی جہت پر نافذ کرنا ہیں یعنی جس طرف اسے جانا چاہئے ادھر لے جانا۔ أَجَلًا کا مادہ ''ا ج ل'' ہے۔ جس کے معنی کسی بات کی مدت مقرر کرنا، مدت کا تعین کرنا۔ مدت معینہ کو بھی کہتے ہیں اور اس آخری حد کو بھی جہاں وہ مدت ختم ہو جاتی ہے۔

''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' کیا ہے؟ ماں کے رحم سے انسان کی دنیا میں آمد یوں ہوتی ہے

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا۟ أَشُدَّكُمْ

''بعد ازاں تمہیں ماں کے رحم سے خارج کرتے ہیں طفل کے طور پر تا کہ بعد ازاں تم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچو'' (حوالہ الحج ۔۴)

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

''بعد ازاں تمہیں نوزائیدہ بچہ بنا کر خارج کرتے ہیں

ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا۟ أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا۟ شُيُوخًا

''تا کہ بعد ازاں تم بھرپور طاقتور جوانی کو پہنچو، اور بعد ازاں پھر تم بوڑھے ہو جاؤ'' (حوالہ غافر ۔۶۷)

انسان کی عمر کے متعلق یہ بھی بتایا ہے

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِۦٓ ''اور کوئی لمبی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا، نہ اس کی عمر میں کمی ہوتی ہے

إِلَّا فِي كِتَـٰبٍ ۚ مگر وہ کتاب میں لکھا ہے'' (حوالہ فاطر۔۱۱)۔

یہودیوں کا ایک زعم اور آرزو یہ ہے کہ آخرت کا گھر صرف ان کیلئے ہے۔ اگر ان سے یہ کہا جائے کہ اگر ایسا ہے تو پھر موت کی تمنا کر کے دکھاؤ اگر تم سچے ہو تو وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے (حوالہ البقرۃ ۹۴،۹۵)

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ ٱلنَّاسِ عَلَىٰ حَيَوٰةٍ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ ۚ

''اور آپ (ﷺ) ضرور انہیں لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ زندگی کا حریص پائیں گے۔

يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ

ان میں سے ہر ایک ایک چاہتا ہے کہ کاش ہزار سال کی عمر پائے''۔

دنیا رز مین پر ہزار سال کی طویل عمر پانے کی خواہش صرف یہودیوں کا شیوہ ہے، اور پسندیدہ بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ ہر انسان کی ''قَضَىٰٓ أَجَلًا '' ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس خبر سے عیسیٰ علیہ السلام کو ہم اپنے خیال سے استثناء دے سکتے ہیں؟ ہمارے خیال اور ظن سے حقیقت بدل نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمان یہ ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ ۖ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

''بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی مثال ہے۔ اسے اس نے مٹی سے (بشر) بنایا پھر اسے کہا ''وجود پذیر ہو جا'' اور وہ ہو گیا'' (آل عمران۔۵۹)۔

آدم علیہ السلام کی قَضَىٰٓ أَجَلًا اگر ہم تسلیم کرتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کی قَضَىٰٓ أَجَلًا سے کیسے انکار کر سکتے ہیں، یا تذبذب اور شک کا شکار ہو سکتے ہیں؟

قَضَىٰٓ أَجَلًا یعنی حیات کی تکمیل پر کیا ہوتا ہے؟

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ ٱلْمَوْتَ ''ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقدر کر دیا ہے'' (حوالہ الواقعۃ۔۶۰)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ ''ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا'' (آل عمران۔۱۸۵، الانبیاء۔۳۵، العنکبوت۔۵۷)

ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ''بعد ازاں اس زندگی کے بعد تم مرجاؤ گے'' (المومنون۔۱۵)

ثُمَّ أَمَاتَهُۥ فَأَقْبَرَهُۥ ﴿٢١﴾ ''بعد ازاں اسے (انسان کو) موت دی تو اسے قبر میں ڈال دیا'' (عبس۔۲۱)

عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جانب رسول تھے۔انہوں نے ان سے کہا تھا:

وَإِذۡ قَالَ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُم مُّصَدِّقٗا
لِّمَا بَيۡنَ يَدَيَّ مِنَ ٱلتَّوۡرَىٰةِ وَمُبَشِّرَۢا بِرَسُولٖ يَأۡتِي مِنۢ بَعۡدِي ٱسۡمُهُۥٓ أَحۡمَدُۖ (حوالہ الصف۔۶)

''اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم نے کہا''اے بنی اسرائیل! میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو توریت میں سے سامنے موجود ہے، اور مبشر (بشارت دینے والا) ہوں اپنے بعد ایک رسول کی آمد کا، جن کا اسم ہے احمد (ﷺ)''

عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارا اسلام ہو جنہوں نے''میرے بعد ایک رسول'' کی خوشخبری دے کر خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا اعلان کر کے دنیا کو ختم نبوت سے روشناس کرا دیا تھا۔''بَعۡدِ'' کی ضد قَبۡل ہے اور ''ی''ضمیر واحد متکلم کیلئے آتی ہے۔بَعۡدِی''میرے بعد''۔ اور آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید میں زمانہ قبل کے لوگوں اور رسولوں کے متعلق یہ خبر دی گئی ہے۔

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡۖ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ٧

''اور آپ (ﷺ) سے قبل بھی ہم نے مردوں ہی کو بھیجا جنہیں ہم وحی کیا کرتے تھے۔

اس لئے اے لوگو! اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

وَمَا جَعَلۡنَٰهُمۡ جَسَدٗا لَّا يَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَمَا كَانُواْ خَٰلِدِينَ ٨

اور نہ ہم نے ان (وحی کئے جانے والے نبیوں اور رسولوں) کے جسم ایسے بنائے تھے جو کھانا نہیں کھاتے تھے

اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے''(الانبیاء۷۔۸)

یہ دوٹوک خبر دنیا میں بھیجے گئے اول نبی اور رسول سے لے کر آقائے نامدار ﷺ تک بھیجے گئے تمام نبیوں اور رسولوں کے متعلق ہے۔

وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٖ مِّن قَبۡلِكَ ٱلۡخُلۡدَۖ

''اور نہ ہم نے آپ (ﷺ) سے قبل کسی بشر کیلئے (زندگی کو) دوام بنایا تھا

أَفَإِيْن مِّتَّ فَهُمُ ٱلۡخَٰلِدُونَ o

(آپ سے قبل والے مر گئے) اگر پھر آپ (ﷺ) مر جائیں گے تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے؟''(الانبیاء۔۳۴)۔

قَبۡلَکَ ،قَبۡلِکَ یعنی آپ ﷺ سے قبل کسی مرد اور بشر (تمام نبی اور رسول بشر تھے) کیلئے حیات کو دوام نہیں دیا گیا جن میں ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السلام شامل ہیں۔ دوام حیات کے مقابل ''مِتَّ'' استعمال ہوا ہے جس نے واضح فرمایا کہ آپ ﷺ سے قبل کے تمام نبی اور رسول مَيِّتٌ یعنی مرے ہوئے ہیں۔اور یہ کہ ایسا ہی آپ ﷺ اور دوسرے لوگوں نے ہونا ہے

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾

''یقیناً آپ (علیہ السلام) نے مرنا (مَيِّتٌ ہونا) ہے اور ان لوگوں نے بھی مرنا ہے'' (سورۃ الزمر۔۳۰)

قَبْلَ،قَبْلِ کا مادہ ''ق ب ل'' ہے۔ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز کا دوسری چیز کے آمنے سامنے ہونا ہیں۔ کھلم کھلا،روبرو۔

عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَـٰبِلِينَ ''تختوں پر آمنے سامنے (متقابل بیٹھے) ہوں گے'' (حوالہ الحجر۔۴۷،الصافات۔۴۴)

مُّتَّكِـِٔينَ عَلَيۡهَا مُتَقَـٰبِلِينَ ﴿١٦﴾ (جڑاؤ تختوں پر) ''ایک دوسرے کے متقابل تکیے لگائے ہوں گے'' (الواقعۃ۔۱۶)

ایک دوسرے سے سوال جواب کرنے کیلئے بھی آمنے سامنے ہونا پڑتا ہے

وَأَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿٢٧﴾

''اور بعض ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو کر سوال جواب کر رہے ہیں''۔(من وعن ایک جیسی الصافات۔۲۷ اور الطّور۔۲۵)۔

آمنے سامنے کے معنی اور مفہوم میں سورۃ یوسف کی آیت ۲۶ میں قُبُلٍ ''سامنے'' کے متضاد دُبُرٍ ''پیٹھ، پیچھے'' آیا ہے۔قَبۡلُ زمانے کے حوالے سے بَعۡدُ کی ضد ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ ''مادہ ''ق ب ل'' کے بنیادی معنی کے تحت نہیں آتا۔لہٰذا خلاف قیاس ہے اگر چہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ جو چیز پہلے واقع ہوتی ہے وہ زمانے کے سامنے آرہی ہوتی ہے۔لیکن یہ توجیح قرین قیاس نظر نہیں آتی'' (ابن فارس)

عربی زبان کے مادہ سے بنے ہوئے لفظوں میں مادہ کے بنیادی معنوں کا غلبہ رہتا ہے۔مادہ ''ق ب ل'' کے بنیادی معنی آمنے سامنے، روبرو ہونا ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ متقابلین ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔دُبُـرٍ متقابل نہیں ہوتی۔جب یہ زمانے کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے تو بیتا ہوا کل، زمانہ انسان کے روبرو ہوتا ہے جب کہ بَـعۡـدُ یعنی آنے والے کل، زمانہ پنہاں، نظروں سے اوجھل ہے۔مادہ ''ب ع د'' کے معنی دوری ہے اور قُرب کی ضد ہے۔قریب بمقابلہ بعید (حوالہ الانبیاء۔۱۰۴)۔قرب بصارتوں کے احاطہ میں ہونے کا اظہار ہے اور دوری، بعید شئے کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔بیتے ہوئے کل کی تصدیق کی جاتی ہے اور آنے والے کل کے متعلق خبردار کیا جاتا ہے اور خوشخبری دی جاتی ہے۔بیتا ہوا کل روبرو ہوتا ہے جس کی تصدیق کی جاتی ہے جو اسے مستند بنا دیتی ہے۔

وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلۡنَـٰهُ مُبَارَكٌ ''اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''

مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيۡنَ يَدَيۡهِ اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے سامنے ہے'' (حوالہ الانعام۔۹۲)۔

قرآنِ مجید کے متعلق ان الفاظ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيۡنَ يَدَيۡهِ کے معنی اور مفہوم سورۃ یونس کی ۱۰ اور سورۃ یوسف کی آیت ۱۱۱ کے ان الفاظ نے کھل کر واضح اور متعین کر دیئے ہیں وَلَـٰكِن تَصۡدِيقَ ٱلَّذِى بَيۡنَ يَدَيۡهِ ''بلکہ یہ اس کی تصدیق ہے جو اس کے سامنے ہے''۔ ''قرآنِ مجید کے سامنے'' کے معنی اور مفہوم مِن قَبۡلُ ہیں جو توریت اور انجیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا

نَزَّلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ ''اس نے (اے رسولِ کریم) آپ (ﷺ) پرحق پر مبنی کتاب نازل فرمائی ہے۔

مُصَدِّقً۬ا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ یہ اس کی تصدیق کرتی ہے جو اس کے سامنے ہے۔

وَأَنزَلَ ٱلتَّوۡرَٮٰةَ وَٱلۡإِنجِيلَ ۝ اور توریت اور انجیل نازل فرمائی تھیں۔

مِن قَبۡلُ هُدً۬ى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ ٱلۡفُرۡقَانَ‌ۗ

اس کتاب سے قبل (زمانے کے) لوگوں کی (ہدایت اور) راہنمائی کیلئے۔ اور (آپ ﷺ پر) فرقان نازل فرمایا'' (حوالہ آلِ عمران ۔۳۔۴)

آقائے نامدار ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے ذمہ اپنے سے قبل موت پا جانے والے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر سب سے اول رسول اور کتاب کی تصدیق کرنا ہے۔ اللہ رب العزت نے دنیا کو بتایا کہ انہوں نے یہ فریضہ انجام دیا ہے

بَلۡ جَآءَ بِٱلۡحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ﴿٣٧﴾

''نہیں! حقیقت یہ ہے کہ وہ الحق (قرآنِ مجید) کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی ہے'' (سورۃ الصافات ۔۳۷)۔

قَضَىٰٓ أَجَلً۬ا کے بعد کے زمانے کا اظہار بَعۡدِى ''میرے بعد'' سے ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے اگر انکار کرنا ہے تو پھر ایک مرتبہ غور سے سوچ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام کی خود اپنی زبان مبارک سے بیان کی ہوئی اِس بات کے علاوہ ہم کس کس حقیقت سے انکار کر رہے ہیں۔

اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کی قَضَىٰٓ أَجَلً۬ا کو ہم تسلیم کرتے ہیں تو پھر ''ان کے زندہ اٹھا لئے جانے اور واپس آنے'' کے تخیل، فلسفے کو کیسے مان سکتے ہیں؟